Hazara Islamicus, Vol.:10, Issue: 02,July-Dec 2021
PP: 58-75

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

نویں صدی کے ربع اول میں حدیث وعلوم حدیث کا ذخیرہ: ایک مطالعہ

The study of Collection of Aḥādīṯ, and Uloom e Aḥādīṯ, in first Quarter of Ninth Century

Dr. Tahir Aslam
Assistant prof, Institute of Islamic studies, Mirpur University of science and Technology (MUST) AJK

Dr. Muhammad Imran
Lecturer Islamic studies, university of AJK

Abstract

*Ninth century witnessed a great Evolution in the Knowledge of Al Hadith. This period was known for social and political instability and uncertainty. Even during this time, the Islamic intellectuals and writers wrote historical books of Ahadith, Fiq and Tafseer. (**Aḥādīṯ, fqh, tfsīr**). Although on the books of Ninth Century, partital work has been done in the Evolution of **Aḥādīṯ,** and Uloom e **Aḥādīṯ,** however the comperehansive work, especially in the field of collection of **Aḥādīṯ,** and Uloom E **Aḥādīṯ,** was required to made. The same has been done in this Article*

*This article reflects the work done about Ahadith in the era of Ninth Century. During this period famous books on the topics like (حدیث،اصول حدیث۔ متون حدیث، شروح حدیث طبقات،کتب تخریج) **(Hdīṯ,āṣūl ḥdīṯ- Mtūn ḥdīṯ ,šrūḥ ḥdīṯ ṭbqāt,ktb Thrīǧ)***

have been written. These books provide remarkable references and resource of Islamic knowledge.

***Key Words**: Ninth century, Aḥādīṯ, ulooma Aḥādīṯ, famous books*

CC BY

یہ زمانہ مصر میں ممالیک کے دور حکومت کا تھا۔ ممالیک سلاطین کی علمی کاوشوں کی وجہ سے اُس وقت مصر وشام کو عالم اسلام میں ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ مختلف علاقوں سے طلباء اپنی علمی پیاس کی سیرابی کے لیے خصوصی طور پر ان علاقوں کا رخ کرتے تھے۔ جنہوں نے حدیث، اصولِ حدیث، سیرت، اسماء الرجال وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر کتب تالیف کیں۔

اس زمانہ میں تارتاریوں کے حملہ کے بعد خلافتِ عباسیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس وقت مسلمانوں کو سلطان تیمور لنگ کی آزمائش کا سامنا تھا، ان حالات کے باوجود مصر کا علاقہ ایک محفوظ پناہ گاہ تھا۔ یہاں کا خلیفہ عباسی خاندان سے ہوتا، مگر تمام فیصلے کرنے کا حق ممالیک کو ہوتا تھا۔ جس کا لقب سلطان ہوتا تھا اور اُس کے پاس تمام اختیار ہوتے تھے۔

والذی استقرّ علیه حال الخلفاء بالدیار المصریة أن الخلیفة یفوّض الأمور العامة إلی السلطان، ویکتب له عنه عهد بالسلطنة ویدعی له قبل السلطان علی المنابر إلا فی مصلّی السلطان خاصة فی جامع مصلاه بقلعة الجبل المحروسة، ولم یزل الأمر علی ذلک إلی أن قبض علی السلطان الملک الناصر فرج بن الظاهر برقوق بالشام فی أوائل سنة خمس عشرة وثمان مائة[1]

مصر کے علاقوں میں خلفا کے حالات سے معلوم ہوتا کہ خلیفہ نے تمام عوامی امور سلطان کے سپرد کر رکھے تھے۔ خلیفہ کی جانب سے اُس کے لیے سلطان کا عہد متعین کیا گیا۔ مساجد میں عموماً خلیفہ کے لیے سلطان سے قبل دعاؤں کا اہتمام ہوتا سوائے اُس مقام کے جہاں سلطان نماز ادا کرتا تھا۔ ۔۔ معاملات اسی طرح چلتے رہے، یہاں کہ شام ۸۱۵ھ کے اوائل میں سلطان ملک ناصر فرج بن الظاہر برقوق کی حکومت کا شام میں خاتمہ ہوا۔

الغرض ممالیک کے دور حکومت میں خلیفہ جو کہ عباسی خاندان سے ہوتا اُس کی حیثیت کٹ پتلی سے بڑھ کر نہ ہوتی تھی۔ جبکہ سلطان (ممالیک) کا سکہ رائج الوقت ہوتا اور اُس کے فیصلوں پر عمل کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ تمام بلاد اسلامیہ میں ایک خلافت نہیں تھی، جہاں جس کی قوت وہی اُس علاقہ کا بے تاج بادشاہ ہوتا۔

نویں صدی میں معاشرہ تفریق کا شکار تھا۔ جہاں مذہبی اختلاف کے ساتھ ساتھ طبقاتی تفریق بھی پائی جاتی تھی، البتہ اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جاتا تھا۔ مصر میں تمام مکاتب فکر کے لوگ آباد تھے اس لیے ہر مسلک کا قاضی مقرر ہوتا تھا۔ آزادی اظہار رائے عام تھی۔ علماء اور فقہاء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اُن کی تعظیم کی جاتی تھی، جس کے مقابلے میں حاکمِ وقت باتوں کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ ”اسلامی شریعت کے مقابلے میں مسلمان عوام بڑے سے بڑے بادشاہ یا حاکم سے نہیں ڈرتے تھے، بل کہ انہیں شرعی احکام پر عمل کرنے کے لیے مجبور کرتے تھے۔ مصری حکام بھی عوام اور مذہبی علماء کا احترام کرتے تھے، چنانچہ سلطان بیبرس کا یہ حال تھا کہ اگر شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کسی معاملے میں اُس کی مخالفت کرتے تھے، تو اُسے اُن کا حکم ماننا پڑتا تھا۔“[2]

اس دور میں سیاسی اختلاف وانتشار اور انارکی کی کمی نہیں تھی۔ بلاد اسلامیہ کے دیگر علمی مراکز تاتار کے حملہ کی وجہ سے تباہ وبرباد ہو چکے تھے۔ اس وقت مصر وشام تاتار کے حملے سے محفوظ رہا اور یہاں کے سلاطین ممالیک نے علم کی ترویج واشاعت کی جانب خصوصی توجہ دی۔ ایسی مساجد، مدراس اور خانقاہوں کا قیام عمل میں آیا، جو تعلیمی حلقوں سے آباد ہوئیں۔ مصر

وشام بلاد اسلامیہ کے لیے علمی مرکز تھا جہاں تمام عالم اسلام کا ذو فضل طبقہ جمع تھا اور خرچ کے لیے جائیدادیں وقف کی گئیں۔

"وانتشرت المدارس فی عواصم البلاد و امہا طلبة العلم، دون ان یتکلفوا شیئا، فقد کان السلاطین والحکام یقومون بتکالیف المدارس و شیوخہا، و یقفون علیہا الاوقاف الکثیرة، ویرتبون الرواتب الشہریة لفقہاء و العلماء، بل ربما اجریت الرواتب و الجوامک علی الطلبة کذلک ---"[3]

> بغیر کسی مالی مشقت کے علم کے حصول کے لیے شہروں کے مرکزی مقامات پر مدارس آباد تھے۔ مدارس اور اُن کے شیوخ کے مالی مسائل سلاطین اور حکام حل کرتے اور وقف کا مال کثیر ان مصارف پر خرچ کیا جاتا۔ سلاطین نے فقہا اور علما کے لیے اچھے مشاہرے مقرر کر رکھے تھے، بلکہ بسا اوقات طلبا کے لیے بھی وظائف کا اجرا ہوتا تھا۔

چنانچہ علماء کی کاوشوں کے سلسلے میں سابقہ نادر کتب کو محفوظ کرنے کے علاوہ اُن کی تشریح وتوضیح پر ایسی کتب معروض وجود میں آئیں، جو عوام الناس میں قبولیت حاصل کرنے کے ساتھ مدارس میں علمی نصاب کی حیثیت سے پڑھائی جانے لگیں اور یہ کتب بعد کے مصنفین کے ہاں مستند مآخذ یا مآخذ اصلی کی درجہ پر فائز ہوئیں۔

تعلیمات اسلامیہ کے دیگر فنون کی طرح حدیث کے موضوع پر نویں صدی ہجری کے ابتدائی ۲۰ سالوں میں علم حدیث، اصول حدیث، اسماء الرجال (تراجم وطبقات)، شروحات حدیث اور تخریج وزوائد پر نہایت اہم کتب منصہ شہود پر آئیں۔ چنانچہ ذیل میں نویں صدی ہجری کے اوائل (۲۰ سال) میں ان موضوعات پر جو کتب لکھی گئیں اُن کتب اور اُن کے مصنفین کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ متن حدیث

نویں صدی ہجری کے اوائل میں متون حدیث پر بھی بہت سی کتب منصہ شہود پر آئی، متن وہ بنیادی حصہ ہے جو کلام مصطفٰی پر مشتمل ہوتا ہے ابن حجر متن کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ھو کلا م ماینتھی الیه الاسناد من الکلام "[4] متن سے مراد وہ کلام جس پر سند کا اختتام ہوتا ہے متن حدیث پر جو اہم کتب لکھی گئیں۔ وہ یہ ہیں:

ا۔المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی: اس کتاب میں مسند امام ابو یعلی الموصلی پر کام کیا گیا ہے۔ کتاب کی تالیف کی وجہ اور انداز ترتیب وتالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فَقَدْ نَظَرْتُ مُسْنَدَ الإِمَامِ أَبِي یَعْلَى الموصلی: أَحْمَدَ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْمُثَنَّى الْمَوْصِلِیِّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْه، فَرَأَیْتُ فِیهِ فَوَائِدَ غَزِیرَةً لا یَفْطُنُ لَها کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ۔ فَعَزَمْتُ عَلَى جَمْعِها عَلَى أَبْوَابِ الْفِقْهِ لِکَی یَسْهلُ الْکَشْفُ عَنْها لِنَفْسِی وَلِمَنْ أَرَادَ ذَلِکَ۔۔۔ فَذَکَرْتُ فِیهِ مَا تَفَرَّدَ بِهِ عَنْ أَہْلِ الْکُتُبِ السِّتَّةِ مِنْ حَدِیثٍ بِتَمامِهِ ---"[5]

> میں مسند ابو یعلی الموصلی کو دیکھا، جو کہ احمد بن علی بن المثنی الموصلی کی تالیف ہے۔ میں اُس میں بہت سے قیمتی فوائد دیکھے، جو کہ اکثر لوگوں کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ تو میں نے ان فوائد کو فقہی ترتیب پر مرتب کرنے کا ارادہ کیا، تاکہ اس کتاب کے اسرار ورموز میرے اور ان لوگوں کے لیے

جو اس کا ارادہ کرتے ہیں آسان رہے۔۔۔پس اس میں اُن روایات کو جمع کیا گیا ہے، جن کو مکمل ذکر کرنے میں ابو یعلی الموصلی صحاح ستہ کے مصنفین کے ساتھ شامل نہیں۔

اس کتاب کے مؤلف حافظ عراقی کے شاگرد خاص ابوالحسن، نور الدین علی بن ابو بکر بن سلیمان الھیثمی[6] ہیں۔

۲۔**موارد الظمان الی زوائد ابن حبان**: کتاب کی تالیف کی وجہ کا تذکرہ یوں کیا۔

فقد رأيت أن أُفرد زوائد صحيح أبي حاتم محمد بن حبان البستی علی صحیح البخاری و مسلم- مرتباً ذلک علی کتب فقه أذكرها لكی يسهل الكشف منها--- وأردت أن أذكر الصحابی فقط، وأسقط السند اعتماداً علی تصحيحه---بأن أذكر الحديث بسنده، لأن فيه أحاديث تكلم فيها بعضُ الحفّاظ، فرأيت أن ذلک هو الصواب"[7]

میں فقہی ترتیب پر صحیح ابن حبان کی وہ روایات نقل کروں گا، جن کا امام بخاری اور امام مسلم نے ذکر نہیں کیا، تاکہ اُن کی وضاحت آسان ہو جائے۔۔۔ابن حبان کی تصحیح پر اعتماد کرتے ہوئے سند میں صرف صحابی کا نام ذکر کروں گا اور جن روایات پر کلام کیا گیا، میں اُن کی پوری سند بیان کروں گا۔ میرے نزدیک یہ انداز تحریر عمدہ ہے۔

اس کتاب میں صحیح ابن حبان کی کتاب پر کام کیا گیا ہے۔ صحیح روایات کو نقل کیا ہے۔

مسند ابو یعلی الموصلی کی لائق ستائش سعی فی الواقع اس مرحلے پر گنج گراں کی حامل تھی تاہم عوام الناس کی تفہیم اور آسانی کی خاطر مرتبہ فوائد کو فقہی ترتیب پر مرتب کرنے کے لیے '' **المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی**" کے نام سے ایک خوبصورت اور تسہیلی کاوش کی گئی علاوہ ازیں "**موارد الظمان الی زوائد ابن حبان**'' میں اسی فقہی ترتیب پر ابن حبان کی تصنیف کے حوالہ سے صحیح روایات کو نقل کیا گیا ہے جو ایک عمدہ کاوش ہے

2-شروح کتب حدیث

ان کتب میں احادیث مبارکہ پر لکھی گئی کتب کی تشریح و توضیح کی جاتی ہے چاہے وہ کتاب جامع، سنن، مسند العرض جس بھی قبیل سے ہو بعض مرتبہ کسی ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے ایک کتابچہ تحریر کیا جاتا ہے اس طرح کی تمام کتب شروح حدیث کے زمرہ میں آتی ہیں . شروح حدیث کی تعریف کرتے ہوئے طاش کبری لکھتے ہیں "**علم شرح الحديث :علم باحث عن مراد رسول اللہﷺ من احاديثه الشريفة بحسب القواعد العربية و اصول الشرعية بقدر الطاقة البشرية**''[8]شرح حدیث کے علم سے مراد وہ علم ہے جس میں شرعی اصول و ضوابط اور عربی قواعد کی روشنی میں اپنی ذہنی صلاحیتوں کو صرف کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مفہوم اصلی کو جاننے کے لیے جستجو کی جاتی ہے۔

حدیث کی بنیادی کتب کی شروحات پر کام ہر صدی میں ہوا۔ چنانچہ اس صدی کے اوائل میں شروح حدیث پر جو کتب لکھی گئیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔**التوضيح لشرح الجامع الصحيح**: ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی[9] کی کتاب

ہے۔ جو کہ صحیح بخاری کی شرح ہے۔ کتاب کی تالیف میں مؤلف نے جن امور کو مد نظر رکھا، وہ یہ ہیں:

"أحصر مقصود الكلام فى عشرة أقسام: أحدہا:فى دقائق إسناده، و لطائفه۔ ثانيها: فى ضبط ما يشكل من رجاله، وألفاظ متونه ولغته، و غريبه۔ ثالثہا: فى بيان أسماء ذوى الكنى، وأسماء ذوى الآباء والأمہات ۔۔۔ عاشرہا: فى الإشارة إلى بعض ما يستنبط منه من الأصول، و الفروع، والآداب والزہد، وغيرہا، والجمع بين مختلفها، وبيان الناسخ والمنسوخ منها، والعام والخاص، والمجمل والمبين، وتبيين المذاہب الواقعة فيه۔"[10]

(کتاب کی شرح میں دس باتوں کو ملحوظ رکھا۔ سند کے لطائف ودقائق میں، روات کے نام کی وضاحت، متن حدیث کے الفاظ کی وضاحت، لغت الحدیث اور غریب الحدیث کی وضاحت، اُن راویوں کے ناموں کی وضاحت جن کی کنیت مذکور ہے یا سند میں ماں باپ کی طرف منسوب ہے۔ حدیث سے مستنبط ہونے والے اصول وفروع، تطبیق حدیث، ناسخ ومنسوخ کی وضاحت، عام وخاص، مجمل ومبین کا تذکرہ اور حدیث سے متعلقہ مذاہب فقہاء کی توضیح۔)

شرح صحیح بخاری میں ابن الملقن ان باتوں کو ملحوظ رکھا۔

۲۔**المعين على تفهم الاربعين**: یہ ابن الملقن کی کتاب ہے، جس میں امام نووی کی "اربعین" میں روایات کی تشریح کی گئی ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"أَذْكُرُ فيها التَّعريفَ بِمَنْ ذُكِر مِن رُوَاتِه، وبيانَ حالِه، ونَسَبِه، ومَوْلِدِه، ووفاتِه، ومُبْهماتِه، وضبطِ لفظِه، وبيان إِعْرَابِ مَا يُشكل وغريبه و الاشارة الى بعض ما يستنبط منه من الاصول والفُرُوعِ، والآداب وغيرها"[11]

(سند میں مذکور روات کا تعارف، اُس کے حالات، نسب، پیدائش ووفات، راوی کے بارے میں مبہمات، الفاظ حدیث کا ضبط، مشکل الفاظ کے تلفظ اور غریب الحدیث کا تذکرہ کروں گا۔ حدیث سے مستنبط ہونے والے اصول وفروع اور آداب وغیرہ کی جانب اشارہ کروگا۔)

اس کے علاوہ مقدمہ کے ذیل میں امام نووی کے مقدمہ کی توضیح وتشریح کے ساتھ اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

3۔**طرح التثريب فى شرح التقريب**: زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی[12] کی کتاب ہے۔ جو کہ ان کی تالیف "تقريب الاسانيد وترتيب المسانيد" کی شرح ہے۔ وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فَلَما أَكْمَلْت كِتَابِى الْمُسَمَّى بِتَقْرِيبِ الْأَسَانِيدِ وَتَرْتِيبِ الْمَسَانِيدِ وَحَفِظَهُ ابْنِى أَبُو زُرْعَةَ الْمُؤَلَّفُ لَهُ وَطَلَبَ حَمْلَهُ عَنِّى جَمَاعَةٌ مِنْ الطَّلَبَةِ الْحَمَلَةِ، سَأَلَنِى جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فِى كِتَابَةِ شَرْحٍ لَهُ يُسَهِّلُ مَا عَسَاه يصعب على موضوع الكتاب وَيَكُونُ مُتَوَسِّطًا بَيْنَ الْإِيجَازِ وَالْإِسْهَابِ ۔۔۔"[13]

(جب میں نے تقریب الاسانید اور ترتیب المسانید نامی کتاب مکمل کرلی اور اُس کو میرے بیٹے ابو زرعہ، جس کی خاطر یہ کتاب تحریر کی، اور طلبا کی ایک جماعت نے مجھ سے وہ کتاب مانگی، تو ہمارے

اصحاب میں سے ایک جماعت نے اُس کتاب کی شرح لکھنے کی فرمائش کی، جو اس کے مشکل مقامات کو سہل کر دے اور تفصیل واختصار کے درمیان ہو۔۔۔)

اس کتاب میں احکام سے متعلق اُن متصل روایات کو مختصر نقل کیا گیا ہے۔

شروحات کتب حدیث کے لامتناعی سلسلے کی کڑیوں میں سے ایک کڑی'' **التوضیح لشرح الجامع الصحیح**" ہے اس میں جن دس باتوں کے لحاظ کا ذکر کیا گیا ہے ان پر بڑی عمدگی اور دلنشین انداز میں احاطہ کرنے کے علاوہ " **المعین علی تفھم الاربعین**" کی صورت میں امام نووی کی اربعین کی تشریح کی گئی ہے نیز امام موصوف کی اس موضوع پر لکھی گئی دیگر تمام کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے ساتھ ہی" **طرح التثریب فی شرح التقریب**" جو کہ " تقریب الاسانید وترتیب المسانید" کی شرح ہے اس کی خاص بات مشکل مقامات کی تسہیل ہے اور احکام سے متعلق متصل روایات کو مختصر نقل کیا گیا ہے بلاشبہ یہ شرح العراقی کی لائق تحسین کاوش ہے

3-اصول حدیث:

علم حدیث سے آگاہی اور روایات کی جانچ پرکھ اور درجہ متعین کرنے کے اس علم کا جاننا نہایت ضروری ہے ڈاکٹر محمود الطحان اصول حدیث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں"**ھو علم باصول و قواعد یعرف بھا احوال السند و المتن ومن حیث القبول و الرد**"[14] اس لیے حدیث مبارکہ کے بنیادی اصول کی وضاحت وتشریح اور عام فہم انداز میں بیان کرنے پر کتب لکھی گئیں۔ چنانچہ اس صدی کے اوائل میں اصول حدیث پر جو کتب تحریر کی گئیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔**الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح:** ابراہیم بن موسی بن ایوب الابناسی القاہری[15] کی کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے حافظ زین الدین العراقی کے ''مقدمہ ابن الصلاح'' پر وارد ہونے والے اعتراضات اور اُن کا جواب دیا۔ جس کا نام ''النکت'' رکھا۔ مؤلف نے حافظ العراقی کی کتب کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب تالیف کی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

'له(الحافظ العراقی) علیه نکت فی مجلدة لطیفة ذکر فیها اعتراضات وأجوبة عن المصنف ورد علی من اعترض علیه فلخصت من کلامه وکلام غیره لنفسی جملة جمة وأمورا مهمة وضممتلی ذلک فوائد حدیثیة ومهمات فقهیة فأذکر أو لا کلام المصنف بنصه من أول النوع أو المسألة إلی آخر کلامه غالبا۔۔۔''[16]

(حافظ عراقی کی ایک کتاب النکت ہے، جس میں انہوں نے مقدمہ ابن الصلاح پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور معترضین کی تردید کی ہے۔ تو میں نے حافظ عراقی کا کلام اور دیگر محدثین کے کلام کے اہم امور کو بطور خلاصہ کے تحریر کیا۔اس کے ساتھ فوائد حدیثیہ اور اہم فقہی مباحث کو شامل کیا ہے۔ میرا طریقہ یہ رہا ہے کہ میں مصنف کی کسی نوع سے متعلق یا مسئلہ سے متعلق اول تا آخر مکمل بات نقل کرتا ہوں۔۔۔)

۲۔ **التذکرۃ فی علوم الحدیث:** ابن الملقن، سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی کا رسالہ ہے۔ جس میں اصول حدیث کی بنیادی معلومات ہیں۔ تمام اقسام الحدیث بمع تعریفات نقل کر دی گئی ہیں۔

”فهذه تذكرة فی علوم الحديث، يتنبه بها المبتدی، ويتبصر بها المنتهی“[17]

(یہ علوم حدیث کے سلسلے میں ایسا تذکرہ ہے جس سے مبتدی کو اس علم کا پتہ چل جائے گا اور جاننے والے کو اس کے ذریعے بصیرت حاصل ہوگی۔)

اس میں اختصار اور جامع انداز میں علوم الحدیث کی انواع کو ذکر کیا گیا ہے۔ ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ **المقنع فی علوم الحديث:** ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی کی کتاب ہے، جس میں مقدمہ ابن الصلاح کو مآخذ بنا کر تنقیح و توضیح اور اُس پر اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کے بابت لکھتے ہیں:

”قد وَقع الِاخْتِيَار بِفضل الله وقوته على تلخيصه وتقريبه وتنقيحه و تهذيبه مَعَ زيادات عَلَيْهِ مهمة وفوائد جمة لَا تلفى مسطورة وَلَا تكَاد تُوجد فِي الْكتب الْمَشْهورَة من الله تَعَالَى بِالْوُقُوفِ عَلَيْها وتفضل بإفادة المتشوقين إِلَيْها“[18]

(اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی قدرت سے اس کتاب کی تلخیص، تقریب، تنقیح و تھذیب کرنے پر اختیار حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ اللہ کے کرم سے ایسے مفید اضافے اور اہم فوائد کو شامل کیا، جن سے مشہور کتب خالی ہیں۔)

اس کے ساتھ علامات بھی مقرر کیں، جن سے بات کو سمجھنے اور مآخذ تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ یہ کتاب اہل علم اور باذوق طبقہ کو مزید مستفید کرنے کے لیے ہے۔

4۔ **الفية العراقی: التبصرة و التذكرة:** زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی کی کتاب ہے۔ جس میں مقدمہ ابن الصلاح کو نظم (اشعار) کی صورت میں پیش کیا ہے۔

”فَهَذِهِ المَقَاصِدُ المُهِمَّهْ ...تُوْضِحُ مِنْ عِلْمِ الحدِيْثِ رَسْمَهْ نَظَمْتُها تَبْصِرَةً لِلمُبتَدِیْ ...تَذْكِرَةً لِلْمُنْتَهی والْمُسْنِدلَخَّصْتُ فيها ابْنَ الصَّلاحِ... “[19]

(یہ بڑی اہمیت کے حامل مقاصد ہیں، جو علم حدیث کی ماہیت اور حقیقت کی مبتدی کے لیے وضاحت کرتے ہیں ... صاحب علم کے لیے یاد دہانی کا ذریعہ ہیں۔ میں نے ان اشعار میں مقدمہ ابن الصلاح کی تلخیص کی ہے ...)

5۔ **شرح التبصرة و التذكرة الفية العراقی:** زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی کی کتاب ہے۔ جو الفیۃ العراقی کی شرح ہے۔

”كنتُ نظمْتُ فيهِ ... وشرعْتُ فی شرحٍ لها، بسطتُهُ وأوضحتُه، ثم رأيتُه كبيرَ الحجمِ فاستطَلْتُهُ ومَلِلتُه، ثم شرعْتُ فی شرحٍ لها متوسطٍ غيرِ مُفْرِطٍ ولا مُفَرِّطٍ، يُوضِحُ مُشْكِلَها، ويفتحُ مُقْفَلَها، ما كَثُرَ فأَمَلَّ، ولا قَصُرَ فأَخَلَّ، “[20]

(مقدمہ ابن الصلاح کو اشعار کی صورت میں ملخص کیا اور اُس کی اصطلاحات کو بیان کیا تھا ... پھر میں نے ان اشعار کی تفصیل و تشریح کرنا شروع کی۔ میں خوب وضاحت کی۔ پھر میں دیکھا کہ اس کتاب کا حجم اور طوالت بہت زیادہ ہو گیا۔ تو میں نے اس کتاب کی متوسط شرح لکھنا شروع کی، جو

مشکلات کی وضاحت، اُس کے تالو کو کھولنے والی اور طویل ہو نہ مختصر کہ اکتاہٹ کا شکار کرنے والی ہو

6۔**المختصر فی اصول حدیث**: علی بن محمد بن علی الجرجانی[21] کی کتاب ہے۔ جس میں اختصار کے ساتھ اصول حدیث کی مختلف مباحث پر کلام کیا گیا ہے۔ یہ کتاب "ایک مقدمہ اور 14. ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں متن، سند اور اس کی ابتدائی مباحث پر بات کی گئی ہے۔ جبکہ ابواب کی تفصیل یہ ہے۔ باب اول: حدیث کی اقسام وانواع پر، باب دوم: جرح وتعدیل کے طریقہ اور الفاظ پر، باب سوم: حدیث کو سننے، یاد کرنے اور دوسروں تک منتقل کے احکام پر اور باب چہارم: اسماء الرجال کسے کہتے ہیں؟، صحابی، تابعی اور تابع تابعین کی تعریفوں پر مشتمل ہے۔"[22]

اصول وہ بنیادیں ہیں جن پر عمارت کا دارمدار ہوتا ہے دینی عمارت کے خالص میٹریل سے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "من كذب على متعمدا فليتبوامقعده من النار " کس قدر واضح اور حساس ہے اسمیں کسی طرح کی ملاوٹ یا ہوائے نفس کے لیے قطعاً کوئی گنجائش نہیں جبھی تو روایت کے لیے کڑی سے کڑی شرائط متعین ہیں اس طرح اصول حدیث کے ضمن میں بھی بال کی کھال اتار کے رکھ دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ علم حدیث سے آگاہی اور روایات کی جانچ پرکھ اور درجہ متعین کرنے کے لیے اس علم کا جاننا انتہائی لازم ہے محدثین کرام جہاں ان کی پاسداری کی وہاں مابعد ان کی تقلید میں ان کتب کے حوالہ سے معاونتی کردار بھی سامنے آتے رہیں مثلا'' **الشذ الفياح من علوم ابن الصلاح**" کی صورت میں حافظ علامہ القاھری کی شاندار کاوش ہے حتی کہ متذکرہ عنوان کے تحت نویں صدی کے ربع اول میں حدیث اور علوم حدیث کے ذخیرہ میں " **التذكرة فی علوم الحديث" المقنع فی علوم الحديث، الفية العراقی" التبصرة و التذكرة"، "المختصر فی اصول حديث**"وغیرہ جیسی نفیس اور عمدہ مخلصانہ کاوشیں سامنے آتی ہیں

4-تراجم وطبقات:

فن اسماء الرجال میں رواۃ کے احوال کو جمع کرنے پر جو کتب لکھی گئیں ان میں بعض تراجم کی ترتیب پر ہیں تراجم سے مراد'' **العلم الذى يعنى بيان سير الاعلام عامة وذكر حياتهم الشخصية ومواقفهم واثربهم فى الحياة و تاثيربهم** ''[23] وہ علم ہے جس میں رواۃ کے عمومی حالات بیان کیے جاتے ہیں ان کی حیات شخصیہ او مقام و مرتبہ کو ذکر کیا جائے ان کی زندگی کے سابقہ حالات اور ان کے اثر ورسوخ کو بیان کیا جاتا ہے تراجم کے انداز پر جو کتب معرض وجود میں آئیں ،وہ یہ ہیں۔

ا۔**مَنْ تَكلَّم فيه الدَّارقطني في كتاب السنن من الضعفاء والمتروكين والمجهولين:محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أحمد**[24] کی کتاب ہے۔ یہ ابن زریق کے نام سے مشہور ہیں۔ مصنف نے کتاب کی تالیف میں جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ ہے۔

"رتب المؤلف -رحمه الله-هؤلاء الرواة على ترتيب حروف المعجم، غير مراعيًا الترتيب الداخلي، فذكر المؤلف الأسماء أولاً، وأدمج الرجال بالنساء ، بدأ بمن اسمه أحمد تيمنًا باسم نبينا محمَّد - صلى الله عليه وسلم، ثم ذكر من اسمه إبراهيم، ثم من اسمه إسماعيل --- ثم ذكر الكنى على

ترتیب حروف المعجم أيضًا''[25]

(مؤلف نے کتاب کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے رکھی، سابقہ ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا، چنانچہ مصنف نے مردوں اور عورتوں کے ناموں کو یکجا کر دیا۔ ناموں کی ترتیب یہ رکھی کہ اولاً نبی کریم ﷺ کے نام سے تبرک کے حصول کے لیے احمد کے نام سے ابتدا کی، پھر جس روای کا نام ابراہیم، پھر جس کا نام اسماعیل ہے۔۔۔ اس کے بعد کنیتوں کے تذکرہ میں ناموں کو ذکر کرنے والی ترتیب کو ملحوظ رکھا۔)

کتاب میں صرف متروک، ضعیف اور مجہول روات کے حالات پر کلام کی گیا ہے۔

۲-**ذیل میزان الاعتدال**: زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی کی کتاب ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب پر روات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ راوی کی وضاحت اور اُس کے حالات سے آگاہ کرنے کے ساتھ معتبر اور غیر معتبر ہونے کو بیان کرتے ہیں۔[26]

۳-**الوفیات لابن قنفذ**: ابو العباس احمد بن حسن بن الخطیب[27] کی کتاب ہے۔ یہ ابن قنفذ القسنطینی کے نام سے مشہور تھے۔ جس میں صحابہ کرامؓ، محدثین، فقہاء اور مؤلفین کے احوال بیان کیا گیا ہے۔ سن ھجری کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام حضرات کے احوال بیان کیے ہیں۔ (جس ھجری میں کسی مؤلف نے وفات پائی اُس میں اُن کے احوال بیان کیے ہیں۔)

"نذکر فی ہذا الکتاب ما حضرنی من وفیات الصحابة والعلماء و المحدثین والمؤلفین ورتبته علی المئین من السنین بوجه لم أسبق إلیه''[28]

(اس کتاب میں صحابہ کرامؓ، علما، محدثین اور مؤلفین کی وفیات کا تذکرہ کروں گا۔ ان کا تذکرہ صدی کے اعتبار سے ایسے انداز میں کیا کہ اس سے قبل یہ انداز کسی نے نہیں اپنایا۔)

۴-**البلغة فی تراجم آئمة النحو و اللغة**: مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی[29] کی تالیف ہے۔ جس میں نحو اور لغت کے علماء کا تذکرہ ہے۔ مؤلف نے علماء کے ناموں کو ذکر کرنے میں حروف تہجی کا اعتبار کیا ہے۔

یتناول تراجم أئمة النحو واللغة حتی عصر المؤلف۔وهو یضم أکثر من أربعمائة ترجمة لشعراء وأدباء وفقهاء ومؤدبین، کانوا قبل ذلک نحویین أو لغویین وقد سلک المصنف فی عرض ذلک سبیل الإیجاز والشمول --- رتب الفیروزآبادی تراجمه فی أبواب وفاق حروف المعجم ---''[30]

(مصنف کے زمانہ تک آئمہ النحو اور لغت کے ماہرین کو شامل ہے۔ اس کتاب میں ۴۰۰ شعرا، ادبا، فقہا اور اتالیقوں کا ذکر آگیا ہے، جو کہ پہلے نحوی اور لغوی تھے۔ مصنف کا اسلوب اس میں ایجاز اور جامعیت کا ہے۔۔۔ فیروزآبادی نے ان تراجم کے تذکرہ میں حروف معجم کی مطابقت کرتے ہوئے کتاب مرتب کی۔۔۔)

نویں صدی کے اوائل میں محدثین اور مختلف علاقوں کی شخصیات کے احوال کو طبقات کی انداز میں بھی بیان کیا گیا اس عرصے میں طبقات پر جو کتب منصہ شہود پر آئیں ان میں سے اہم یہ ہیں

۱-**طبقات الاولیآء**: ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی کی کتاب ہے، جس میں انہوں نے صوفیاء اور ولی اللہ کے احوال کو حروف تہجی کے انداز میں مرتب کیا ہے، تاکہ اُن کا تذکرہ جاری وساری رہے۔

"فہذه جملة من طبقات الأعلام الأعيان، وأوتاد الأقطاب فى كل قطر وأوان؛ جمعتہم لأبتدى بمأثربم، وأقتفى بآثاربم، رجاء أن أنظم فى سلكہم، "فالمرء مع من أحب "، وأحيا بذكربم"[31]

(یہ کتاب مشہور و معروف لوگوں اور ہر علاقے اور ہر زمانہ کی چنی ہوئی شخصیات کے طبقات پر مشتمل ہے۔ان حالات کو اس لیے جمع کیا، تاکہ میں اُن کے نقش قدم پر چل سکو۔اس امید کے ساتھ کہ میرا شمار انہی میں ہو۔اس لیے کہ آدمی کا حشر اُن میں ہوتا ہے، جن کو محبوب بناتا ہے اور اُنہی کی یادوں میں زندگی گزارتا ہے۔)

مصنف نے اولیاء اللہ کے تذکرہ میں سن ہجری کو مد نظر رکھا۔یہ کتاب ۵۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

فہم حدیث میں ترجمہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا تراجم کے انداز میں اصحاب علم نے اپنا حصہ ڈالا بلا شبہ یہ ان کے لیے باقیات الصالحات کی صورت میں سامنے آئے گا۔ان برگزیدہ ہستیوں کی تصنیفی کاوشوں میں "ذیل میزان الاعتدال"،" الوفیات لابن قنفذ"،" طبقات الاولیآء" جیسی اہم کتب شامل ہیں

5-کتب الزوائد والتخریج:

ان سے مراد وہ کتب مراد ہیں جن میں کسی بھی کتاب میں مذکور روایات کو اصل ماخذ کے ساتھ ایک مقام پر جمع کیا جاتا ہے زوائد حدیث کی تعریف علم زوائد الحدیث میں یوں کی گئی ہے"علم يتناول افراد الاحاديث الزائد ة فى مصنف رويت فيه الاحاديث باسانيد مولفه ،على احاديث كتب الاصول الستة بتمامه لا يوجد فى الكتب المزيد عليها او هو فيها عن صحابى اخر من حديث شارك فيه زيادة موثرة عنده"[32] یہ وہ علم ہے جس میں کتب صحاح ستہ کی تمام کتب کی وہ زائد روایات جو مولف تک اپنے طریق سے پہنچنے والی زائد روایات کو جمع کرنا یا وہ روایات کسی دوسرے صحابی سے مروی ہوں یا کسی حدیث کے زائد الفاظ کی وجہ سے ان کو نقل کرنا (حدیث کے مفہوم میں ان کی اہمیت کے پیش نظر)

ان موضوعات پر نویں صدی ہجری کے اوائل میں جو کتب منظر عام پر آئیں وہ یہ ہیں:

۱۔كشف المناهج و التناقيح فى تخريج احاديث المصابيح: محمد بن ابراہیم بن اسحاق السلمی المناوی[33] کی تالیف ہے۔جس میں انہوں نے "المصابیح" کی روایات کی تخریج ہے۔

"فإن أجمع المصنفات المختصرات فى الأخبار النبوية، وأحسن المؤلفات الجامعات للآثار المحمديةكتاب "المصابيح"--- ولا تعرض لتخريج تلك الأخبار، بل اصطلح على أن جعل الصحاح هو ما فى الصحيحين أو أحدهما، والحسان ما ليس فى واحد منهما--- فوقع له بعد ذلك أن ذكر أحاديث من الصحاح وليست فى واحد من الصحيحين، وأحاديث من الحسان وهى فى أحد الصحيحين، وأدخل فى الحسان أحاديث ولم ينبه عليها وهى ضعيفة واهية، وربما ذكر أحاديث موضوعة فى غاية السقوط متناہية، فجعلت موضوع كتابى ہذا لتخريج أحاديثه ونسبة كل حديث إلى مخرجه"[34]

(آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ مختصرات کے موضوع پر اور آپ ﷺ کے آثار کی جامعیت پر لکھی گئی کتب میں مصابیح اپنی مثال آپ ہے۔ان روایات کی تخریج کی جانب توجہ نہیں دی، بل کہ

صحیحین کی روایت کو صحیح اور بقیہ کتب کی روایت کو حسن کے نام سے ذکر کرتے گے۔۔۔ (مصابیح کے مولف کے تذکرہ میں کہا۔) اُن سے یہ تسامح ہوا کہ انہوں نے ایسی روایت کو بھی صحیح کہہ دیا، جو صحیحن میں سے کسی ایک میں بھی نہیں تھی اور اسی طرح صحیحین میں سے کسی ایک میں موجود روایت پر حسن کا درجہ دے کر حسن میں داخل کر دیا اور حسن میں ایسی روایات کو شامل کر دیا، جو ضعیف تھیں، پھر اُس پر متنبہ بھی نہیں کیا، چنانچہ میری اس کتاب کا موضوع ہر ایک حدیث کی تخریج اور اُس کے مخرج اصلی کی طرف منسوب کرنا ہے۔)

۲-البدر المنیر: ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی کی تالیف ہے۔جس میں انہوں نے عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم الرافعی کی کتاب "فتح العزیز فی شرح الوجیز" کو مآخذ بنایا ہے۔اس کتاب میں مذکورہ روایات اور آثار کی تخریج و تنقیح کی ہے۔

"كنت عزمت عَلَى أَن أرتّب أَحَادِيث وآثار الْكتاب الْمَذْكُور عَلَى مسانيد الصَّحَابَة، فأذكر الصَّحَابِيّ وعدة مَا رَوَى من الْأَحَادِيث، وَمَا لَهُ من الْآثَار۔۔فرتبته عَلَى تَرْتِيب شرح الرَّافِعِيّ ، لَا أُغَيِّر مِنْهُ شَيْئا بِتَقْدِيم وَلَا بِتَأْخِير، فأذكر كل بَاب وَمَا تضمَّنه من الْأَحَادِيث والْآثَار"[35]

(میں نے ارادہ کیا کہ میں رافعی کی کتاب کی وہ احادیث وآثار جو کہ صحابہ کی مسانید کی ترتیب پر ہیں، اُن کو مرتب کروں۔ میں صحابی کا اور اُس سے مروی احادیث اور آثار کو ذکر کروں گا۔۔۔ میں نے اس کو رافعی کی کتاب کی ترتیب پر مرتب کیا، تبدیلی نہیں کروں گا تقدیم میں اور نہ تاخیر میں۔پس میں ہر باب کو مذکورہ احادیث اور آثار سمیت ذکر کروں گا۔)

۳-تحفة المحتاج الی ادلة المنهاج: ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی کی تالیف ہے۔ مقدمہ میں کتاب کی تالیف کی وجہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فَهَذَا مُخْتَصر فِي أَحَادِيث الْأَحْكَام ذُو إتقان وإحكام عديم الْمِثَال لم ينسج مثله عَلَى منوال شرطي أَن لَا أذكر فِيهِ إِلَّا حَدِيثاصَحِيحا أَو حسنا دون الضَّعِيف وَرُبمَا ذكرت شَيْئا مِنْهُ لشدَّة الْحَاجة إِلَيْهِ منها عَلَى ضعفه ۔۔۔"[36]

(احادیث احکام میں یہ ایک مختصر اور بے مثال کتاب ہے۔ میرے معیار کے مطابق اس قبل اس طرح کی کوئی کتاب موجود نہیں۔اس لیے کہ میں صرف حدیث صحیح یا حدیث حسن کا تذکرہ کروں گا نہ کے ضعیف کا البتہ جہاں شدید ضرورت کے باعث حدیث ضعیف کو لایا، تو اُس کے ضعف پر متنبہ بھی کیا ہے۔)

بعدازاں کتاب کی ترتیب پر کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"قد استخرت الله سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي تَرْتِيب هَذَا الْمُخْتَصر الْمُبَارك عَلَى تَرْتِيب كتاب الْمِنْهَاج للعلامة مُحي الدّين النَّوَوِيّ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ فِي الْمسَائِل والأبواب۔۔۔ وَأَرْجُو أَنه واف بِكُل مَسْأَلَة ذكرهَا وَورد فِيهَا حَدِيث صَحِيح أَو حسن وَأما الْأَحَادِيث الضعيفة والْآثَار فَلم أتعرض لشَيْء مِنْهَا إِلَّا نَادرا ۔ "[37]

(اس کتاب کی ترتیب علامہ محی الدین النووی کی کتاب المنہاج کی ترتیب ہے مسائل اور ابواب کے ذکر میں--- ہر مسئلہ کے ضمن میں حدیث صحیح اور حسن کے بیان کرنے پر اکتفا کیا، البتہ بہت کم مقام پر بقدر ضرورت ضعیف روایت کو لایا اوراس کے بارے میں بیان کیا کہ روایت ضعیف ہے۔)

۴۔**تذکرۃ المحتاج الی احادیث المنہاج:** ابن الملقن، سراج الدین، ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے امام بیضاوی کی کتاب "جامع الاصول للبیضاوی" کی روایات اور آثار کی تخریج وتوضیح کی ہے۔

"فَهذَا تَعْلِيق نَافِع إِن شَاء الله تَعَالَى عَلَى الْأَحَادِيث والْآثَار الْوَاقِعَة فِي منهاج الْأُصُول للْقَاضِي نَاصِر الدَّين الْبَيْضَاوِيّ، قدس الله روحه، وَنور ضريحه، عَلَى سَبِيل الِاخْتِصَار، وقدمت الْكَلَام عَلَى الْأَحَادِيث عَلَى الْكَلَام عَلَى الْآثَار"[38]

(یہ مختصر کتاب قاضی ناصر الدین بیضاوی کی کتاب منہاج الاصول میں موجود احادیث اور آثار کو جمع کرنے پر ہیں۔ جس میں آثار ذکر کرنے سے قبل احادیث پر کلام کیا گیا ہے۔)

۵۔**خلاصۃ البدر المنیر:** ابن الملقن، سراج الدین، ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں اپنی کتاب "البدر المنیر" کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ بدر المنیر میں تفصیل زیادہ ہے اس میں روایات اور آثار کی وضاحت میں اختصار سے کام لیا ہے۔

"هذا المختصر أسلك فيه طريق الإيضاح قليلا لا الاختصار جدا"[39]

(اس مختصر میں کم وضاحت اور زیادہ اختصار کا راستہ کو اپنایا گیا ہے۔)

۶۔**تخریج احادیث الاحیاء المغنی عن حمل الاسفار:** ابو الفضل، زین الدین عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن الشافعی کی تالیف ہے۔ جس میں امام غزالی کی مشہور تالیف "احیاء علوم الدین" کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"فاقتصرت فيه على ذكر طرف الحديث وصحابيه ومخرجه وبيان صحته أو حسنه أو ضعف مخرجه--- فإن كان الحديث فى الصحيحين أو أحدہما اكتفيت بعزوه إليه وإلا عزوته إلى من خرجه من بقية الستة وحيث كان فى أحد الستة لم أعزه إلى غيرها إلا لغرض صحيح بأن يكون فى كتاب التزم مخرجه الصحة أو يكون أقرب إلى لفظه فى الإحياء ---"[40]

(اس کتاب کی تالیف میں حدیث بیان کرنے والے صحابی، حدیث کس کتاب میں آئی، اُس کا درجہ آیا صحیح ہے یا حسن یا ضعیف کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے--- حدیث کی تخریج میں صحیح روایت کس کتاب میں ہے اس کو متعین نہیں کرتے، اگر صحیحین میں تو اس طرف نسبت کردیتے ہیں اور اگر کتب ستہ میں ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت کتب میں سے کسی کتاب میں آئی ہے۔)

نویں صدی ہجری کے اوائل میں سابقہ کتب میں مروی روایات اور آثار کی تخریج کے علاوہ قدیم کتب کی زوائد لکھنے پر بھی کام کیا گیا۔ اس صدی کے اوائل میں اس موضوع پر جو کتابیں تحریر کی گئیں، وہ یہ ہیں۔

۱-غاية المقصد فى زوائد المسند: ابوالحسن، نورالدین، علی بن ابو بکر بن سلیمان ہیثمی کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے امام احمد بن حنبل کی مشہور تالیف "مسند" کی زوائد پر تحریر کیا ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"فقد كنت كتبت من زوائد الإمام أحمد---زوائده على الكتب الستة بغير تأمل تام ولا نظر شاف--- وقد أنهيت زوائد الشيخ أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراہيم الأنصارى قراء ة عليه فى الرحلة الأولى بدمشق سنة أربع وخمسين وسبعمائة"[41]

(اس کتاب میں مسند امام احمد بن حنبل کی زوائد جمع کیا گیا ہے---مسند امام احمد کی وہ روایات جو کتب ستہ میں موجود نہیں اُن کو بیان کیا ہے---انہوں نے اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الانصاری، جن سے اپنے پہلے سفر دمشق سنہ ۷۵۴ھ میں شرف تلمذ کیا۔

۲-كشف الاستار فى عن زوائد البزار: ابوالحسن، نورالدین، علی بن ابو بکر بن سلیمان ہیثمی کی تصنیف ہے، جو کہ انہوں نے "مسند البزار" کے زوائد پر تحریر کی ہے۔ مؤلف نے مسند البزار کی کتب صحاح ستہ پر زوائد کو جمع کیا ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"فأردت ان اتتبع(ما)زاد فيه على الكتب الستة، من حديث بتمامه وحديث شاركهم---"[42]

(میں ارادہ کیا کہ اُن احادیث کو تلاش کروں، جو مکمل طور پر کتب ستہ کی روایات سے زائد ہو یا حدیث کا کچھ حصہ زائد ہو---)

۳-مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ابوالحسن، نورالدین، علی بن ابو بکر بن سلیمان ہیثمی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے اس سے قبل مسند امام احمد، مسند ابو یعلی الموصلی، مسند البزار اور معاجیم للطبرانی کی کتب صحاح ستہ پر زوائد کو یکجا کیا ہے۔ بعد ازاں اپنے شیخ حفاظ عراقی کے حکم سے انہوں نے ان تمام کتب کی روایات کی سند کو حذف کر کے ایک کتاب میں جمع کیا۔ کتاب کی ترتیب کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" مَا تَكَلَّمْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَدِيثِ (مِنْ تَصْحِيحٍ أَوْ تَضْعِيفٍ وَكَانَ مِنْ حَدِيثِ صَحَابِيٍّ وَاحِدٍ، ثُمَّ ذَكَرْتُ لَهُ مَتْنًا بِنَحْوِهِ) ، فَإِنِّى أَكْتَفِى بِالْكَلَامِ عَقِبَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَتْنُ الثَّانِى أَصَحَّ مِنَ الْأَوَّلِ، وَإِذَا رَوَى الْحَدِيثَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ فَالْكَلَامُ عَلَى رِجَالِهِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِسْنَادُ غَيْرِهِ أَصَحَّ. وَإِذَا كَانَ لِلْحَدِيثِ سَنَدٌ وَاحِدٌ صَحِيحٌ اكْتَفَيْتُ بِهِ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إِلَى بَقِيَّةِ الْأَسَانِيدِ، وَإِنْ كَانَتْ ضَعِيفَةً---"[43]

(میں نے حدیث کی تصحیح وتضعیف کے بارے میں کوئی کلام نہیں کیا، جبکہ وہ ایک ہی صحابی سے مروی ہو۔ صرف متن کو ذکر کرتا ہوں اور عموما حدیث اول کے بعد کلام کرتا ہوں اگر دوسری حدیث کا متن اول سے اصح ہو تو اُس کے بعد کلام کرتا ہوں۔ اگر امام احمد سے اور دیگر سے مروی روایت کی سند صحیح ہو تو اُس کے رجال پر کلام نہیں کرتا، بصورت دیگر اس روایت کے رجال پر کلام کرتا ہوں۔ حدیث کی ایک سند ہی صحیح ہو تو اُس کو ذکر کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں اگرچہ بقیہ اسانید ضعیف ہوں---)

وقت اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ضرورت محسوس ہونے پر اہل علم نے نہ صرف حدیث کے اصول، شروحات وغیرہ پر توجہ دی بلکہ حدیث کی تخریج وزوائد کے حوالہ سے بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں یہی وجہ ہے کہ معاشرتی، معاشی اور مذہبی تینوں بڑے شعبہ ہائے زندگی میں امت اسے سے مستفید ہو رہی ہے نویں صدی کے ربع اول میں '' **كشف المناهج و التناقيح فى تخريج احاديث المصابيح**"،" **تحفة المحتاج الى ادلة المنهاج**"،" **غاية المقصد فى زوائد المسند**" جیسی اہم کتب اس سلسلے کی یہ کاوشیں لائق ستائش ہیں جو منظر عام پر آئیں۔

6-اجزاء الحديثية

اجزاء حدیثیہ پر نویں صدی ہجری کے اوائل میں جو کتب لکھی گئیں، وہ یہ ہیں:

۱-**الاربعون العشارية للعراقى:** العراقی، زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن الشافعی کی تالیف ہے۔ جس میں اُن چالیس روایات کو نقل کیا گیا ہے، جن میں حافظ عراقی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دس روات آتے ہیں۔

"فاستخرت الله تَعَالَى فِي املاء اربعين حَدِيثا عشارية الاسناد فَهِيَ اعلى مَا يَقع الْيَوْم للشيوخ مَعَ ثِقَة رجال الاسناد وَوَصله فأوردت فِيهَا الاحاديث الصِّحَاح والحسان"[44]

(استخارہ کے بعد میں نے اُن ۴۰ روایات کو لکھوایا جن میں راوی اور آقا دوجہاں حضرت محمد ﷺ کے درمیان دس واسطے ہوں۔ ان اسانید کے رجال کے ثقہ ہونے کی وجہ سے یہ روایات موجودہ شیوخ کے ہاں نہایت اعلیٰ مقام کی روایات ہیں۔ یہ ۴۰ روایات صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔)

اپنی سند سے روایت نقل کر کے حدیث کے مخرج کا تذکرہ اور روات کے بارے میں محدثین کرام کی آراء کو نقل کرتے ہیں۔

۲-**الاربعون من عوالى المجيزين:** ابو بکر بن الحسین بن عمر، القرشی، الاموی، العثمانی، المصری الشافعی[45] کی تالیف ہے۔ جو کہ المراغی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کتاب میں امام المراغی نے سنداً ۴۰ روایات کو نقل کیا، جو کہ عالی السند تھی۔ نیز ان اساتذہ سے امام المراغی کو اجازتِ حدیث حاصل تھی۔ روایت نقل کر کے مختصراً اپنے استاد کا تعارف بھی پیش کرتے ہیں[46]

الحاصل نویں صدی ہجری کے اوائل میں شروح حدیث، علوم حدیث، تراجم وطبقات، سابقہ کتب کی تخریج اور زوائد پر نہایت اہم اور عمدہ کتب منظر عام پر آئیں۔ اس صدی کے اوائل میں ابن الملقن، حافظ عراقی اور نور الدین الھیثمی کی علم حدیث کی ترویج واشاعت میں کاوشیں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

نتائج التحقیق:

فتنہ تاتار کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت جانی مالی اور علمی نقصان اٹھانا پڑا البتہ اس فتنہ سے مصر وشام کے علاقے محفوظ رہے۔ اس دور میں مصر وشام کے زعماء اور ممالیک کی علم سے قلبی تعلق اور مشائخ کی قدر کرنے کی وجہ سے بلاد اسلامیہ کے دیگر علاقوں کے علماء ومحدثین کی کثیر تعداد نے ان علاقوں کا رخ کیا۔ نویں صدی کے ربع اول میں علوم اسلامیہ کی کئی جہات پر سابقہ کتب کو مدنظر رکھ کر نہایت اہم کتب تحریر کی گئی جو کہ بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں ان کتب میں سے فن حدیث پر بھی اہم کتب منصہ شہود پر آئیں۔ ان میں سے متون حدیث، شروح کتب حدیث، اصول حدیث، کتب تخریج وزوائد اور اجزاء حدیث جیسے اہم

موضوعات پر بھی علماء و محدثین نے اہم کتب تحریر کیں جنہوں نے علمی حلقوں اور خاص طور پر حدیث سے متعلق تحقیقی ذوق رکھنے والوں کے لیے نے ان مٹ نقوش چھوڑے نویں صدی میں فن حدیث کی ان کاوشوں کو یکجا کیا گیا ہے تاکہ علمی حلقے ان کاوشوں سے استفادہ کر سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] القلقشندی، احمد بن علی بن احمد، اصبح الاعشی فی صناعة الانشاء، دار الکتب العلمیة، ص ۳، ج ۳۳

[2] ارشد، سید رشید احمد، مترجم، تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۳، ص۹، ج۱۸

[3] محمد زغلول سلام، الدکتور، الادب فی العصر المملوکی، دار المعارف، مصر، ص ۱۰۸-۱۰۹

[4] ابن حجر، العسقلانی، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، مطبع سفیر، الریاض، ص130

[5] الھیثمی، علی بن ابو بکر، المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ج ۱، ص۲۹-۳۰

[6] علی بن ابی بکر بن سلیمان بن ابی بکر بن عمر بن صلح ان کا نام تھا کنیت ابو الحسن اور لقب نور الدین ہے الھیثمی کے نام سے مشہور ہیں قاہرہ کے رہنے والے اور مسلکا شافعی ہیں ان کی پیدائش ۷۳۵ھ میں ہوئی حافظ عراقی کی خدمت میں آنے کے بعد ان کی وفات تک سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے کتب حدیث کے زوائد اور تخریج پر خصوصی کام کیا ۸۰۷ھ میں وفات پائی، (السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، دار مکتبہ الحیاۃ بیروت، ج5، ص ۲۰۰-۲۰۰۱)

[7] الھیثمی، علی بن ابو بکر، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان، دار الکتب العلمیة، بیروت، ص ۲۸-۲۹

[8] طاش کبری، زادہ، احمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعادۃ، ومصباح الصیاد، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1985، ج2، ص 341

[9] عمر بن علی بن احمد بن محمد الانصاری کی پیدائش ۷۲۳ھ میں قاھرہ میں ہوئی ابو حفص کنیت اور سراج الدین لقب ہے ابن الملقن کے نام سے مشہور ہیں شافعی المسلک تھے امام، فقیہ، محدث اور اپنے وقت کے آئمہ میں شمار ہوتے ہیں ان کی وفات جمعہ کو ۸۰۴ھ میں ہوئی (السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابو بکر، ذیل طبقات الحفاظ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ص ۲۲۴)

[10] ابن الملقن، عمر بن علی، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، دار النوادر، دمشق ۲۰۰۸، ج۱، ص ۳۳۶-۳۳۷

[11] ابن الملقن، عمر بن علی، المعین علی تفھم الاربعین، مکتبہ اھل الاثر، کویت، ۲۰۱۲، ص۳۱

[12] عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر بن ابراہیم جمادی الاولی ۷۲۵ھ میں مصر میں پیدا ہوئے ابو الفضل کنیت اور لقب زین العابدین تھا حافظ عراقی کے نام سے مشہور ہیں اپنے وقت کے امام فقیہ، محدث اور سیرت نگار تھے قاضی کے عہدہ پر فائز رہے شعبان ۸۰۶ ھ میں وفات پائی (ابن ناصر الدین، محمد بن عبد اللہ، القیسی، الرد الوافر، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۳۹۳ھ، ص ۱۰۷

[13] العراقی، عبد الرحیم بن الحسین، طرح التثریب فی شرح التقریب، دار احیاء التراث، بیروت، ج۱، ص ۱۴

[14] الطحان، محمود ابن احمد، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، ص 17۔

[15] ابراہیم بن موسی بن ایوب الابناسی ۷۲۵ھ میں قاھرہ کے قریب ابناس کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ برھان الدین لقب اور کنیت ابو اسحاق ہے فقیہ، محدث اور عالم تھے ایک سفر حج کے دوران ۸۰۲ھ میں وفات پائی (السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، دار المکتبہ الحیاۃ، بیروت، ج ۱، ص ۱۷۲)

[16] القاھری، ابراہیم بن موسی، الشذالفیاح من علوم ابن الصلاح، مکتبۃ الرشید، الریاض، ۱۹۹۸، ص ۶۵

[17] ابن الملقن، عمر بن علی، التذکرۃ فی علو م الحدیث، دار عمار، عمان، ۱۸۸۹، ص ۱۳

[18] ابن الملقن، عمر بن علی، المقنع فی علوم الحدیث، دار فواز للنشر، السعودیۃ، ۱۴۱۳ھ، ج ۱، ۳۹-۴۰

[19] العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، الفیۃ العراقی، التبصرۃ و التذکرۃ، مکتبہ دار المنھاض، الریاض، ۱۴۲۸ھ، ص ۹۳.

[20] العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، شرح التبصرۃ و التذکرۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۲ء، ج ۱ ص ۹۸-۹۹

[21] علی بن محمد بن علی، ۷۴۰ھ میں سمرقند کے تاکو میں پیدا ہوئے الشریف الجرجانی کے نام سے مشہور ہ تھے تعلیم کے بعد شیراز میں درس و تدریس میں مصروف رہے وہیں ۸۱۶ھ میں وفات پائی، انہوں نے علم الفرائض، فقہ، منطق، حدیث میں کتب تحریر فرمائی (بطاش، کبری، احمد بن مصطفٰی، مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۸۵ء، ج ۱، ص ۱۶۷)

[22] الجرجانی، علی بن محمد، المختصر فی اصول حدیث، مکتبہ الرشید، الریاض، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ص ۳۵

[23] ابراہیم بن حماد الریس، علم التراجم واہمیتہ و فائدتہ، مکتبہ جامعہ الملک سعود، الریاض، ص 34

[24] محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد بن التقی جو کہ ابن زریق کے نام سے مشہور تھے ان کا لقب ناصر الدین اور کنیت ابو عبداللہ ہے حضرت عمر کی اولاد میں سے ہیں حنبلی المسلک تھے ان کا شمار دمشق کے حفاظ میں ہوتا ہے ان کو حدیث اور اسماء الرجال پر مہارت تھی، آپ کی وفات رمضان ۸۰۳ھ میں ہوئی (ابن فھد، محمد بن محمد الاصفونی، لحظ الالحاظ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۸ء، ص ۱۲۸-۱۲۹)

[25] حسین بن عکاشہ، مقدمۃ من تکلم فیہ الدار قطنی فی کتاب السنن من الضعفاء و المتروکین و المجھولین، وزارت الاوقاف و الشوون الاسلامیۃ، قطر ۲۰۰۷، ص 16

[26] العراقی، عبد الرحیم بن الحسین، ذیل میزان الاعتدال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۵ء، ص ۳۴

[27] حمد بن حسین بن علی بن الخطیب، ۷۴۰ھ کو پیدا ہوئے ابن قنفذ اور ابن الخطیب کے نام سے مشہور ہوئے جزائر کے علاقہ میں خطیب اور قاضی کے عہدہ پر فائز رہے تراجم وطبقات، حدیث، علم الفلکیات اور علم الفرائض میں ماہر تھے ۸۱۰ھ میں وفات پائی (الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء، ج ۱، ص ۱۱۷)

[28] ابن قنفذ، احمد بن حسین بن خطیب، الوفیات لابن قنفذ، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، ۱۹۸۳ء، ص ۲۱

[29] مجد الدین، احمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروز آبادی شیراز کے علاقہ بکارزین میں ۷۲۹ھ میں پیدا ہوئے تعلیم کے حصول کے لیے عراق، مصر، شام و حجاز کا سفر کیا، شافعی المسلک تھے یمن کے علاقہ زبید میں ۲۰ سال قاضی کے عہدہ پر فائز رہے یہیں ۸۱۷ھ میں وفات پائی (الظاھری، یوسف بن تغری، النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر و القاھرۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۰ھ، ج ۱، ص ۴۶

[30] احسان، احمد راتب، المصری، مقدمۃ البلغۃ فی تراجم آئمۃ النحو و اللغۃ، دار سعد الدین، دمشق ۲۰۰۰ھ، ص ۷

31 ابن الملقن، عمر بن علی،طبقات الاولیاء، مکتبہ الخانجی، القاھرۃ،۱۹۹۴ھ، ص ۴

32 محمد سلیم، الدکتور، علم زوائد الحدیث، دار القلم للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ص 1

33 محمد بن ابراہیم بن اسحاق السلمی، المناوی، ۷۴۲ھ میں پیدا ہوئے ابو المعالی کنیت اور لقب صدر الدین تھا، اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہ ، محدث اور قاضی تھے قاہرہ میں مقیم رہے بعد ازاں تیمور لنگ کے حملوں میں جانے والی فوج میں شامل تھے جنگ میں قید ہوئے اور قید میں ہی ۸۰۳ھ میں وفات پائی (السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ج ۶، ص۲۴۹)

34 محمد اسحاق، محمد ابراہیم، مقدمۃ المحقق کشف المناھج و التناقیح فی تخریج احادیث المصابیح، دار العربیۃ، بیروت، ۲۰۰۴ھ ،ج۱، ص ۶۴

35 ابن الملقن ، عمر بن علی بن احمد، البدر المنیر فی تخریج الاحادیث و الآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر، دار الھجرۃ، الریاض، ۲۰۰۴ء، ج۱، ص۲۸۱-۲۸۲

36 ابن الملقن، عمر بن علی بن احمد، تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنھاج(علی ترتیب المنھاض للنووی)، دار حراء ،مکہ المکرمۃ ،۱۴۰۶ء، ج۱، ص۱۲۹-۱۳۰

37 ایضا، ج ۱، ص۱۳۱

38 ابن الملقن، عمر بن علی بن احمد ، تذکرۃ المحتاج الی احادیث المنھا ج(تخریج منھاج الاصول للبیضاوی) ،المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۴ء، ص ۹

39 ابن الملقن، عمر بن علی بن احمد، خلاصۃ البد ر المنیر ، مکتبہ الرشید للنشر، بیروت ،۱۹۸۹ء، ج۱، ص ۵

40 العراقی، عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن ، المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار، دار ابن حزم، بیروت، ۲۰۰۵ء، ص ۷

41 الھیثمی، علی بن ابو بکر بن سلیمان، غایۃ المقصد فی زوائد المسند، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۱ء، ج۱، ص۲۸-۲۹

42 الھیثمی، علی بن ابو بکر بن سلیمان، کشف الاستاد عن زوائد البزار ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۷۹ء، ج۱، ص۵-۶

43 الھیثمی، علی بن ابو بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مکتبہ القدسی، القاھرۃ، ۱۹۹۴ء، ج ۱، ص۷-۸

44 العراقی، عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن، الاربعون العشاریۃ السامیۃ للعراقی، دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۲ء، ص ۱۲۳

45 ابو بکر بن الحسین بن عمر بن محمد بن یونس بن ابو الفخر بن محمد بن عبد الرحمٰن ، قاہرۃ میں ۷۲۷ھ میں پیدا ہوئے قریشی ہیں اور حضرت عثمان کی اولاد سے ہیں زین الدین لقب ہے اور ابو الحسن المراغی کے نام سے مشہور ہیں شافعی المسلک تھے قاھرہ سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں قاھرہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ، مدینہ منورہ میں قاضی اور خطیب کے عہدہ پر فائز رہے اور وہیں ذوی الحجہ ۸۱۶ھ میں وفات پائی۔ (کحالہ عمر بن رضا بن محمد راغب، معجم المولفین، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۳، ص۶۰)

46 المراغی، ابو بکر بن الحسین بن عمر، الاربعون من عوالی المجیزین، مکتبہ التوبۃ، الریاض، ۱۴۲۰ھ، ص ۳۴